Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) کا ایک یادگار خُطبہ

جب انسانی تدبیر ناکام ہو گی تو خدائی تقدیر کشمیریوں کو اُن کا حق دلائے گی

کشمیر کا مسئلہ انسانی حقوق کا مسئلہ ہے۔ کشمیریوں سے ظلم اور ناانصافی بند ہونی چاہیئے

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۷
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۲۴ جمعرات ۱۷ / شعبان ۱۴۱۰ھ ۱۵ / امان ۱۳۶۹ ہش ۱۵ / مارچ ۱۹۹۰ء نمبر ۶۲

جماعت احمدیہ نے کشمیر کی جنگ میں عظیم الشّان خدمات سرانجام دیں

اہل کشمیر پر ظلم و ستم ختم کرنے کے لئے اور عالمی ضمیر کو بیدار کرنے کیلئے احباب جماعت کو خصوصی دعاؤں کی تحریک

خُطبہ جُمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرماتا رہے) امام جماعت احمدیہ (الثالث) فرمودہ ۲۸ تبلیغ ۱۳۵۴ ہش (۲۸ فروری ۱۹۷۵ء) بمقام بیت الاقصیٰ۔ ربوہ

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا رحم فرماتا رہے، نے ۲۸ فروری ۱۹۷۵ء کو ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں اہل کشمیر کے حقوق کے لئے خصوصی تحریک دعا فرمائی۔ اس خطبہ کا مکمل متن درج ذیل ہے۔ یہ خطبہ مکرم یوسف سلیم مُلک صاحب نے مرتّب کیا

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) نے فرمایا:-

اندرا عبداللہ سمجھوتہ ایک بہت بڑی ناانصافی

"آج ہماری پوری قوم متحد ہو کر ایک بہت بڑی ناانصافی اور ظلم کے خلاف احتجاج کر رہی ہے۔ یہ ناانصافی اس سمجھوتہ سے ہوئی ہے جسے اخبارات "اندرا عبداللہ سمجھوتہ" کا نام دے رہے ہیں۔ اس سمجھوتہ کی چار شقیں ہیں۔ ساری شقوں کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ پہلی شق کے متعلق کچھ کہنا ضروری ہے، جس میں یہ کہا گیا ہے کہ جموں و کشمیر کی ریاست بھارت یونین کا ایک حصّہ ہے اور بھارتی دستور کی دفعہ ۳۷۰ کے مطابق اِس خطہ میں حکومت قائم کی جائے گی۔ (میں اس شق کا ترجمہ نہیں کر رہا صرف مفہوم بتا رہا ہوں) باقی شقوں میں بھی کچھ اور باتیں ہیں لیکن بنیادی بات یہی ہے کہ ہندوستان نے اس سمجھوتے کے ذریعہ کشمیر کے مستقل الحاق کا اعلان کیا ہے۔ اس اعلان کے نتیجہ میں اس خطہ میں بسنے والوں کے ساتھ بہت ظلم ہوا ہے کیونکہ ۱۹۴۷ء سے

مسلسل صـ۲ پر

جماعت احمدیہ مالی کے تمام احمدی اپنے عقیدہ پر قائم ہیں

مکرم ناظر صاحب امور عامہ نے بتایا ہے کہ پچھلے دنوں روزنامہ "جنگ" کراچی نے اپنے صفحہ اوّل پر ایک خبر شائع کی تھی جس کو بعد میں رسالہ "ختم نبوت" اور "تکبیر" نے بھی شائع کیا ہے کہ افریقہ کے ملک مالی میں احمدیت قبول کرنے والے چالیس ہزار افراد احمدیت کو چھوڑ کر دوبارہ واپس اپنے عقیدہ پر لوٹ آئے ہیں۔

اس سلسلہ میں جب صدر جماعت احمدیہ مالی سے رابطہ پیدا کیا گیا تو انہوں نے اس خبر کی تردید کی ہے اور بتایا ہے کہ جماعت احمدیہ مالی کے تمام احمدی احباب خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے ایمان پر قائم ہیں اور جماعت کی لڑی میں منسلک ہیں۔ اور جماعت احمدیہ مالی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن بدن ترقی کر رہی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہیں خود مختاری کا جو حق دیا گیا تھا یا یوں کہنا چاہیئے کہ اُن کا یہ حق تسلیم کیا گیا تھا، یہ اعلان اس کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

اس ظلم کا پس منظر یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں جب پارٹیشن ہوئی اور پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو اس وقت ریڈ کلف نے جو فیصلہ دیا تھا وہ ہندوستان کے حق میں تھا اور پاکستان کے وجود کو نقصان پہنچانے والا تھا۔ بظاہر تو اس نے ہر دو طرف کی باتیں سُنیں لیکن ان دنوں میں بھی ہمیں یہ علم ہو رہا تھا کہ ہر دو کی باتیں سُننے کا ڈھونگ رچایا جا رہا ہے اور فیصلہ گفتگو سے بھی قبل کر دیا گیا ہے اس غلط فیصلہ کا ایک حصہ یہ تھا کہ ضلع گورداسپور جو اس طرف سے کشمیر کا دروازہ ہے اور جس میں مسلمانوں کی اکثریت تھی، وہ اس ایوارڈ میں ہندوستان کو دے دیا گیا۔ گورداسپور کا ضلع جیسا کہ تقسیم کا طریق کار مقرر ہوا تھا، پاکستان کے ساتھ شامل کیا جانا چاہیئے تھا کیونکہ وہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ وہ ایک طرف سے لاہور کے ضلع کے ساتھ ملحق تھا تو دوسری طرف سے سیالکوٹ کے ساتھ اور اس طرح CONTIGUOUS (کنٹیگوُس) یعنی متصل ہونے کی جو شرط تھی، وہ بھی پوُری ہوتی تھی۔ لیکن گورداسپور کا ضلع ہندوستان کو دے دیا گیا اور اس طرح پر وہ مضبوط بنیاد فراہم کر دی گئی جس سے کشمیریوں پر مزید ظلم و ستم کا دَور شروع ہو گیا ایسا ظلم کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی ظلم نہیں ہو سکتا گویا اُن کو زبردستی ہندوستان کے ساتھ ملحق کرنے کی سکیم تیار کر لی گئی۔

اس کے بعد ہندوستان نے عُذر لنگ کی بناء پر وہاں اپنی فوجیں بھیجنی شروع کر دیں۔ پھر یہ ایک مقدمہ کی شکل بن گئی۔ اور پھر یہ معاملہ اقوام متحدہ میں لے جایا گیا۔ وہاں کچھ قرار دادیں منظور کی گئیں جن پر آج تک یہ بین الاقوامی تنظیم عمل نہیں کروا سکی۔

پنڈت نہرو کے وعدے

جس وقت اس ناانصافی کے خلاف دنیا میں آواز اُٹھی تو پنڈت نہرو جو اُس وقت بھارت کے وزیر اعظم تھے، انہوں نے انسانی ضمیر کو یہ یقین دلایا کہ یہ ظُلم (جو اب اندرا عبداللہ سمجھوتہ کے ساتھ انتہا کو پہنچ چکا ہے) نہیں ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ایک تقریر میں جو ۲ر نومبر ۱۹۴۷ء کو دہلی ریڈیو سے نشر کی گئی، دنیا کو یہ کہا:۔

ترجمہ از ادارہ:۔

ہم نے یہ طے کیا ہے کہ کشمیر کی قسمت کا فیصلہ آخر کار کشمیری خود کریں گے۔ یہ وہ وعدہ ہے جو ہم نے کیا ہے اور مہاراجہ (کشمیر) نے اس کی تائید کی ہے یہ اہل کشمیر اور دنیا کے سامنے کیا ہے۔ اور ہم کسی بھی صورت میں وعدہ خلافی نہیں کریں گے

(از عزیز بیگ THE WAILING VALE صفحہ ۳۵۳)

اس نشری تقریر سے اگلے دن یعنی ۳ر نومبر کو پنڈت نہرو نے ہمارے اس وقت کے وزیر اعظم لیاقت علی خاں کو ایک تار دیا جس میں انہوں نے کہا:۔

ترجمہ از ادارہ:۔

مَیں نے اپنی حکومت کی یہ پالیسی واضح طور پر بیان کی ہے کہ ہم کشمیر میں اپنی رائے ٹھونسنا نہیں چاہتے بلکہ ہم آخری فیصلہ کشمیر کے عوام پر چھوڑنا چاہتے ہیں۔ مَیں نے یہ بھی کہا ہے ہم نے ایک غیر جانبدار عالمی ایجنسی مثلاً اقوام متحدہ کے ذریعے ریفرنڈم کروانے پر بھی آمادگی ظاہر کی ہے

(ایضاً ص ۳۵۴)

غرض پنڈت نہرو نے اپنی تقریر میں یہ اعلان کیا کہ کشمیر کی قسمت کا فیصلہ آخر کار کشمیری عوام ہی کریں گے۔ اور یہ بھی کہ یہ ایک عہد ہے جس کا ہم نے اعلان کیا ہے اور یہ عہد ہم نے صرف کشمیری عوام کے ساتھ نہیں کیا بلکہ دنیا کو مخاطب کر کے ہم نے یہ اعلان کیا ہے کہ یہ ہمارا عہد ہے اور ہم کسی صورت میں اس کے خلاف کام نہیں کریں گے اور پھر انہوں نے لیاقت علی خاں سے بذریعہ تار یہ کہا کہ مَیں نے اپنی حکومت کی پالیسی کا اعلان کر دیا ہے اور اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ ہماری کوئی خواہش نہیں ہے کہ ہم کشمیری عوام پر زبردستی اپنی رائے ٹھونسیں۔ آخری فیصلہ بہر حال کشمیری عوام ہی کریں گے۔

اور پھر یہ بھی کہا کہ ہم اس بات سے بھی اتفاق کرتے ہیں کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم مثلاً اقوام متحدہ ریاست میں ریفرنڈم کرائے یا بعد میں اس کا نام PLEBISCITE یعنی رائے شماری رکھا گیا گویا بین الاقوامی تنظیم اپنی نگرانی میں رائے شماری کروائے۔

اقوام متحدہ کی قرار دادیں

پس دنیا کی انسانی ضمیر سے یہ عہد کیا گیا تھا کہ کشمیریوں پر کوئی ملک زبردستی اپنی رائے نہیں ٹھونسے گا۔ آخر کار کشمیری عوام نے یہ فیصلہ کرنا ہے۔ ہندوستان جو کچھ کر رہا ہے یہ بالکل عارضی ہے۔ اس کے بعد اسی پس منظر میں بین الاقوامی تنظیم یعنی اقوام متحدہ نے بہت سے فیصلے کئے کچھ سلامتی کونسل نے اور کچھ جنرل اسمبلی نے۔ چنانچہ ۱۴ر مارچ ۱۹۵۰ء کی ایک قرار داد ہے اس میں سب کا حوالہ موجود ہے وہ مَیں پڑھ دیتا ہوں۔

ترجمہ از ادارہ:۔

بھارت اور پاکستان کی حکومتوں نے اقوام متحدہ کے کمیشن برائے بھارت و پاکستان، ۱۳ر اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ر جنوری ۱۹۴۹ء کی قرار دادوں پر رضا مندی ظاہر کی ہے...... کہ ریاست جموں و کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ جمہوری ذریعے سے ایک آزاد اور غیر جانبدار رائے شماری کے ذریعے ہوگا یہ رائے شماری اقوام متحدہ کے زیر اہتمام کروائی جائے گی۔

(ورڈکٹ آن کشمیر ص ۱۵۴)

کہ اقوام متحدہ کی زیر نگرانی آزادانہ اور غیر جانبدارانہ رائے شماری کے ذریعہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اس میں ۱۳ر اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ر جنوری ۱۹۴۹ء کی قرار دادوں کا ذکر موجود ہے۔ ۱۳ر اگست ۱۹۴۸ء کو اقوام متحدہ کے کمیشن کی رپورٹ پر جو فیصلہ ہوا تھا، وہ بھی میں سُنا دیتا ہوں۔

ترجمہ از ادارہ:۔

بھارت اور پاکستان کی حکومتوں نے اس بات پر اتفاق رائے ظاہر کیا ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ عوام کی مرضی سے ہوگا۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دونوں حکومتوں نے اقوام متحدہ کے کمیشن سے بات چیت کرنے پر آمادگی ظاہر کی تاکہ ایسے حالات پیدا کئے جا سکیں جن کے نتیجے میں عوام کی رائے کے آزادانہ اظہار کی ضمانت دی جا سکے۔

(ورڈکٹ آن کشمیر ص ۱۴۷)

اسی طرح ۵ر جنوری ۱۹۴۹ء کو اقوام متحدہ کے کمشن کی رپورٹ پر جو فیصلہ ہوا اور جسے دونوں حکومتوں نے تسلیم کیا، اس کی شق نمبر ۱ یہ تھی:۔

ترجمہ از ادارہ:۔

ریاست جموں و کشمیر کے بھارت یا پاکستان سے الحاق کا سوال جمہوری طریقے سے اور آزادانہ و غیر جانبدارانہ رائے شماری کے ذریعے طے کیا جائے گا۔

(ورڈکٹ آن کشمیر ص ۱۴۷)

گویا اس قرار داد میں پھر یہ کہا گیا کہ دونوں حکومتیں اس بات پر متفق ہیں کہ ریاست جموں و کشمیر کے ہندوستان یا پاکستان کے ساتھ الحاق کا فیصلہ آزاد اور غیر جانبدار رائے شماری کے ذریعہ ہوگا۔ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طرح گویا کشمیر کی قسمت اور اسکے مستقبل کا فیصلہ رائے شماری کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا۔

پھر ۲۱ فروری ۱۹۵۱ء کو سلامتی کونسل نے ایک اور قرارداد پاس کی جس میں یہ کہا گیا تھا :۔

ترجمہ از ادارہ :۔

بھارت اور پاکستان کی حکومتوں نے اقوام متحدہ کے کمیشن برائے پاکستان و بھارت، قرارداد ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ جنوری ۱۹۴۹ء اور سلامتی کونسل کی قرارداد ۱۴ مارچ ۱۹۵۰ء کو قبول کر لیا ہے۔

(ورڈکٹ آن کشمیر صفحہ ۵۴)

کہ ریاست جموں کشمیر کے مستقبل اور اس کی قسمت کا فیصلہ آزادانہ، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ رائے شماری کے ذریعہ کیا جائے گا۔

فرقان بٹالین کے تحت کشمیر میں جماعت احمدیہ کی خدمات

پس پہلے اس فتنہ کو پیدا کرنے کے لیے گورداسپور کا ضلع جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی، بھارت کو دے دیا گیا۔ پھر جہاں تک ہمیں علم ہے انگریز ہی کی شہ پر اور اُن ہی کے سہارے ہندوستان نے کشمیر میں فوجیں بھیج دیں۔ چنانچہ جب ہندوستانی فوجوں کی نقل و حرکت شروع ہوئی تو اس وقت پاکستان کے لیے بہت سی دشواریاں تھیں۔ اس وقت پاکستان کی فوج بھی پوری واپس نہیں آئی ہوئی تھی۔ ہتھیاروں میں پاکستان کا جو حصہ تھا، وہ بھی نہیں ملا تھا۔ بہر حال اہل پاکستان کے لیے وہ زمانہ بڑی تکلیف کا زمانہ تھا۔ چنانچہ اس وقت جو دفاع کی شکل بنی اس میں بہت سی رضاکار بٹالین بھی شامل تھیں۔ پاکستان کی فوجی تنظیم نے جماعت احمدیہ کے پیچھے پڑ کر اور بار بار کی درخواستوں اور بڑے اصرار سے ایک احمدی بٹالین بھی تیار کروائی۔ اور اس کا نام فرقان بٹالین رکھا گیا۔ یہ وہی فرقان بٹالین ہے جس کے متعلق احباب آئے دن غلط قسم کے اعتراضات سنتے رہتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ حکومت کے ایماء پر قائم ہوئی۔ شروع میں اسے بغیر بیونٹس کے رائفلیں دی گئیں اور غریبانہ طور پر راشن دیا گیا۔ اور شرط یہ لگا دی کہ سارے کے سارے نوجوان احمدی ہوں گے۔ علاوہ ازیں یہ شرط بھی عائد کر دی کہ رضاکاروں کی یونیفارم کا انتظام جماعت کرے گی۔ راشن وغیرہ لے جانے کے لیے آٹھ یا دس گدھیاں دی گئیں، جنہوں نے محاذ جنگ پہ بڑا کام دیا۔ کیونکہ وہاں سڑکیں وغیرہ تو تھی نہیں۔ راشن میں اکثر اوقات مسور کی دال ملتی تھی جس میں بگھار لگانے کے لیے مونگ پھلی کا تیل ملتا تھا۔ اور چائے پکانے کے لیے کالا گڑ۔ بہر حال اس وقت تو قربانی کا وقت تھا۔ ملک کو مصیبت پڑی ہوئی تھی۔ ان حالات میں فرقان بٹالین نے بڑی بشاشت کے ساتھ جانی قربانی بھی دی رضاکار زخمی بھی ہوئے۔ وقت کی قربانی بھی دی۔ موت کے منہ میں جانے کے لئے ہمارے رضاکار ہر وقت تیار بھی رہے۔ چنانچہ بلاناغہ ہر رات ہمارے کچھ نوجوان پٹرول کی شکل میں دشمن کے علاقے میں گھس جاتے۔ بربط کی پہاڑیوں پر ہمارا کیمپ تھا۔ سامنے رچھ پہاڑی تھی جس پر ہندوستانی فوجیں قابض تھیں۔ ان کے درمیان سعد آباد وادی کے اندر دشمن کے سپاہی اترا کرتے تھے مگر جب فرقان بٹالین وہاں پہنچی تو ایک ہفتہ کے اندر اندر ہندوستانی فوجوں سے وہ علاقہ چھین لیا گیا۔ اس معنی میں کہ ان کے دل میں خوف پیدا ہو گیا اور انہوں نے وادی میں اترنا چھوڑ دیا۔

بہر حال خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اور اپنے ملک کی محبت میں سرشار ہو کر جماعت احمدیہ کے رضاکاروں نے اُس وقت بھی قربانی دی جب وہ محاذ پر تھے اور اب بھی قربانی دے رہے ہیں کہ لوگوں کے اعتراض سن رہے ہیں مگر جواب نہیں دیتے اور ہمیں جواب دینے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فرقان بٹالین ابھی تک قائم ہے اور اس کے پاس ہتھیار ہیں۔ اسلئے اس بٹالین کو توڑا جائے۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ فرقان بٹالین ۱۹۵۱ء میں توڑ دی گئی تھی۔ اس موقعہ پر باقاعدہ ایک تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں فرقان بٹالین کو DISBAND (ختم)

کرنے کا اعلان کیا گیا۔ سارے کے سارے ہتھیار اور ایمونیشن باقاعدہ گنتی کر کے فوج نے واپس لے لیا اور اس کی ہمیں رسیدیں دیں اور ساتھ ہی فوج نے ایک سرٹیفکیٹ بھی دیا کہ فرقان بٹالین نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود لوگ اعتراض کئے جا رہے ہیں اور ہم ان کو بشاشت کے ساتھ سن رہے ہیں۔ یہ اعتراض تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ ہمیں تو اپنے کام سے غرض ہے یہ تو بیچ میں ضمناً ایک بات آ گئی جسے میں نے مختصراً بیان کر دیا ہے۔

بہر حال ۱۹۴۷ء میں حالات بڑے تکلیف دہ تھے۔ ہندوستانی فوجوں کی یلغار کو روکنے کے لئے اور بھی بہت سے ایثار پیشہ لوگ قوم کی خاطر محاذِ جنگ پر لڑنے کے لئے گئے۔ صرف احمدیوں کی فرقان بٹالین ہی نہیں تھی۔ ہمارے دائیں بائیں جو بٹالین تھیں۔ وہ بھی رضاکاروں پر مشتمل تھیں۔ اُن میں سے کسی نے بہت اچھا کام کیا۔ کسی نے درمیانہ درجہ کا کام کیا یہ ایک الگ بات ہے مگر جہاں تک ملک کی خدمت کا سوال ہے سب رضاکار قوم کی بقاء کی خاطر اپنی جانیں دینے کے لئے محاذِ جنگ پر پہنچے تھے اور دشمن کے سامنے سینہ سپر تھے۔

اقوامِ متحدہ کی ناکامی

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ مسئلہ کوئی علمی مسئلہ نہ تھا جس کو صرف بحث و تمحیص حل کر سکتی۔ یہ تو ایک انسانی مسئلہ تھا۔ انسانیت کے ایک گروہ پر ظلم ہو رہا تھا۔ اُن سے ناانصافی کی جا رہی تھی۔ اس مسئلہ کو انسانی حقوق کے پیش نظر حل کرنا چاہیئے تھا مگر پچھلے ۴۲ برس میں اقوام متحدہ نے اس مسئلہ کو حل نہیں کیا کیونکہ آہستہ آہستہ اس بین الاقوامی تنظیم کی رنگت بدلتی چلی آ رہی ہے۔ دراصل اقوام عالم کی بہبود کے لئے یہ تنظیم قائم کی گئی تھی۔ مگر یہ دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے کہ یہ عالمی تنظیم اقوام عالم کی بہبود کی بجائے چند گنتی کی قوموں اور حکومتوں کے مفاد کی خاطر کام کر رہی ہے۔ انصاف کی خاطر کام کرنے کی جرأت نہیں کر رہی۔

حضرت فضل عمر (اللہ آپ سے راضی ہو) نے اپنی مشہور کتاب "احمدیت ......) میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب تک اسلام اور قرآن عظیم کے بتائے ہوئے اصول کی بنیادوں پر بین الاقوامی تنظیم قائم نہیں کی جائے گی اُس وقت تک یہ کبھی کامیاب نہیں ہو گی۔ چنانچہ قرآن کریم کی یہ شان ہے کہ اس وقت تک دو بین الاقوامی تنظیمیں بن چکی ہیں مگر چونکہ انہوں نے قرآن کریم کے بتائے ہوئے اصولوں کو نظر انداز کر دیا ہے اس لئے ان میں سے پہلی جو لیگ آف نیشنز کہلاتی تھی، ناکام ہو چکی ہے دوسری تنظیم اِس وقت اقوام متحدہ کی صورت میں قائم ہے مگر یہ بھی ناکامی کی طرف حرکت کر رہی ہے۔

پس گذشتہ ۴۲ سال میں تنازعہ کشمیر کو حل کرنے کے لئے کام نہیں ہوا لیکن وعدے تو ہوتے رہے۔ وعدے کئے ہندوستان نے۔ فیصلہ کیا ہندوستان اور پاکستان دونوں نے کہ کشمیر کا فیصلہ کشمیر کرے گا۔ کشمیری عوام اپنی قسمت کا فیصلہ کریں گے۔ اس کی ضمانت دی بین الاقوامی تنظیم یعنی اقوام متحدہ نے اور ضمانتیں دیتی چلی گئی۔ میں نے تو اس وقت چند حوالے پڑھے ہیں ورنہ اس مسئلہ کی پوری تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بار بار کہا گیا کہ ہاں یوں ہو گا۔ ہاں یوں ہو گا مگر جو عملاً ہوا وہ یہ ہوا کہ جس وقت پاکستان اور ہندوستان علیحدہ علیحدہ ہوئے یعنی ہندوستان کے دو ٹکڑے ہوئے ایک کا نام بھارت رکھا گیا اور دوسرے کا پاکستان جو ہمارا ملک ہے۔ ۱۹۴۷ء میں جموں و کشمیر کے ہر دو حصوں کے علاوہ لداخ کے علاقہ کو بھی شامل کر کے جس کے نصف حصہ میں قریباً سارے ہی ہندو ہیں اور جموں میں بھی ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ میں ۱۹۴۷ء کی بات کر رہا ہوں۔ ویسے چونکہ مردم شماری غالباً ۱۹۴۱ء میں ہوئی تھی اس لئے ۱۹۴۱ء کہنا زیادہ صحیح ہے۔ غرض لداخ کے علاوہ جموں کا علاقہ جس میں وادیٔ کشمیر کے مقابلہ میں ہندوؤں کی اکثریت ہے، اسے بھی شامل کر کے کل آبادی میں ۸۱٫۶۲ فیصد مسلمان تھے اور ۱۸٫۶۸ فیصد غیر مسلم تھے۔ گویا مسلمان بہت بھاری اکثریت میں تھے مگر گزشتہ ۴۲ برس میں بے چارے مظلوم کشمیریوں کے حق میں فیصلہ ہونے کی بجائے ان پر ظلم و ستم کا دور دورہ رہا۔ ان کا جو انسانی حق ہے یعنی خود ارادیت کا حق کہ وہ جو چاہیں فیصلہ کریں، وہ بھی نہیں دیا گیا۔ اقوام متحدہ نے ان کا سیاسی حق تسلیم کیا ہے اور یہ انسانی حق سے تھوڑا سا مختلف ہے لیکن خود ارادیت کے طور پر کشمیریوں کو نہ انسانی حق دیا گیا اور نہ سیاسی حق۔ بلکہ اس کے برعکس کشمیری مسلمانوں کے لئے اس حق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے حصول کی جو بنیاد تھی یعنی ۸۱٫۷۲ فیصد مسلمان ہیں اور ۱۸٫۲۸ فیصد غیر مسلم' اس ہیئت کو بدلنے کی کوشش کی گئی اور بہت حد تک بدل بھی دی اور وہ ! اس طرح کہ وہاں کے اکثر مسلمان ظلم و ستم سے تنگ آکر آزاد کشمیر میں آگئے۔ خود وادئ کشمیر یعنی جو مقبوضہ کشمیر کا علاقہ ہے، وہاں سے بھی بہت سے لوگ اپنے خاندانوں کو چھوڑ کر پاکستان میں آ گئے اور ان کی جگہ بہت سے غیر مسلموں کو ایک باقاعدہ سکیم کے ماتحت وہاں آباد کیا گیا۔

اس وقت گو مجھے علم نہیں کہ نسبت کس حد تک بدل چکی ہے لیکن یہ یقینی بات ہے کہ اب ۸۱٫۷۲ اور ۱۸٫۲۸ کی بجائے کوئی اور نسبت ہو گی اور وہ کشمیری مسلمانوں کے حق میں اتنی نمایاں نہیں ہو گی جتنی ۱۹۴۷ء میں تھی۔

مہذب انسان کی زبان کی کوئی قیمت نہیں رہی

غرض گزشتہ ۴۲ برس میں ہمارے مسلمان کشمیری بھائیوں کو ان کا جائز حق دینے کی بجائے ان کا حق غصب کرنے کی کوششیں کی جاتی رہیں اور اب اندرا عبداللہ سمجھوتہ کے ذریعہ یہ اعلان کر دیا کہ ریاست جموں و کشمیر ہندوستان کا حصہ ہے۔ دراصل ہمیں نہ تو پنڈت نہرو کے وعدوں پر یقین کرنا چاہیئے تھا اور نہ سلامتی کونسل کی قراردادوں پر انحصار کرنا چاہیئے تھا۔ بیوقوف تھے وہ لوگ جو پنڈت نہرو کے وعدوں پر یقین کر رہے تھے اور احمق تھے وہ لوگ جنہوں نے اقوام متحدہ کی قراردادوں پر بھروسہ کیا اور چند بڑی بڑی طاقتور حکومتوں کی طرف سے جو اعلانات اور وعدے ہوتے رہے ان کا خیر مقدم کیا۔ پاکستان کو تسلیاں دلائی جا رہی تھیں کہ وہ انصاف کروائیں گے۔ ویسے بھی اقوام متحدہ کی قراردادوں کی تعمیل کروانے کی اصل ذمہ داری تو بڑے ملکوں پر عائد ہوتی ہے جن کو یہ طاقت حاصل ہے کہ اگر وہ چاہتے تو ان قراردادوں پر عمل کروا سکتے تھے۔ مگر حالات بتاتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا۔ آخر لکسمبرگ نے تو ان قراردادوں پر عمل نہیں کروانا تھا وہ تو خود ایک چھوٹا سا آزاد ملک ہے جس کا اکثر دوستوں نے شاید پہلے نام بھی نہیں سنا ہوگا۔ یا گیمبیا جس کی آبادی بچوں سمیت پچھلی مردم شماری کی رو سے تین لاکھ تھی۔ اس چھوٹے سے ملک نے اقوام متحدہ کی قراردادوں کی تعمیل تو نہیں کروانی تھی۔ یہ تو امریکہ کا کام تھا۔ یہ تو روس کا کام تھا۔ یہ تو فرانس کا کام تھا۔ یہ تو برطانیہ کا کام تھا گو برطانیہ پر اب تنزل آچکا ہے لیکن اس وقت بہر حال انگلستان میں بھی طاقت تھی اور اس کا کام تھا کہ کشمیریوں سے جو وعدے کئے گئے ہیں اور جو سمجھوتے ہوئے ہیں اور ان کو حقوق دینے کے لئے انسانی ضمیر سے جو عہد کیا گیا ہے اس کی تعمیل کروائی جاتی لیکن عملاً ایسا نہیں ہوا۔ اور اب اندرا عبداللہ سمجھوتہ کے ذریعہ یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ جس طرح ہندوستان کے اور صوبے ہیں اسی طرح کشمیر بھی ہندوستان کا ایک صوبہ ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ سارے وعدے اور ساری قراردادیں گویا ہوا میں بے قیمت ذروں کی طرح بکھیر دی گئیں حالانکہ اب تو ایٹم کی وجہ سے ذرہ کی بھی بڑی قیمت ہو گئی ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان جو مہذب کہلاتا ہے اس کی زبان کی کوئی قیمت نہیں۔

پس آج اہل پاکستان متحد ہو کر اس لئے احتجاج کر رہے ہیں کہ اس مسئلہ میں اختلاف کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔ یہ کوئی شرعی یا فقہی مسئلہ نہیں جس میں فقہاء کی رائے کا اختلاف ہوتا یا فرقے فرقے کے عقیدہ کا اختلاف ہوتا۔ یہ تو ایک انسانی مسئلہ ہے یہ تو انسان کے حق کا سوال ہے اس لئے ہم سب متحد ہو کر کامل اتحاد اور پوری یکجہتی کے ساتھ آج اس ناانصافی کے خلاف پُر زور احتجاج کر رہے ہیں۔ ہم احتجاج کر رہے ہیں اس ظلم کے خلاف انسانی ضمیر کے سامنے۔

ضمیر انسانی کو بیدار کرنے کیلئے دعا کریں

اس مسئلہ کے حل کا ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انسانی ضمیر کو بیدار ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور انسانی ضمیر کو یہ ہمت بخشے کہ وہ اس خطہ ارض میں جو ناانصافی اور ظلم ہو رہا ہے اس کو دور کرے۔ اور کشمیریوں کو اس بات کا موقعہ دیا جائے کہ وہ خود اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔ میں نے سالہا سال کئی مواقع پر اس مسئلہ کے متعلق بہت سوچا ہے اور مجھے یہ دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ ہندوستانی رہنما اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ کشمیریوں کو یہ حق نہیں دینا کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم آکر ان کی رائے لے لے۔ آخر انہوں نے ہندوستان کا کیا بگاڑا ہے کیا کشمیری ان کی کوئی چیز اٹھا کر لے گئے ہیں کہ وہ ان کا حق دینے کے لئے تیار نہیں۔

پس جہاں ہم احتجاج کر رہے ہیں انسانی ضمیر کے سامنے کہ وہ کشمیریوں کو ان کا انسانی اور سیاسی حق دلوائے وہاں ہم اپنے رب کریم کے حضور عاجزانہ جھک کر یہ دعائیں بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انسانی ضمیر کو بیدار کرے اور خواہ انسانوں کا ایک حصہ خدا کو نہ بھی پہچانتا ہو لیکن ہم نے ان کے حق میں بھی دعا کرنی ہے کیونکہ وہ بھی بہر حال خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق ہے اور ان کی انسانی ضمیر اور اندرونی فطرت بھی ظلم کو برداشت نہیں کرتی۔

غرض دوست یہ دعا کریں اور یہ سمجھ کر دعا کریں کہ ہم احمدی تدبیر کے ساتھ ساتھ ایک چیز زائد کرتے ہیں اور وہ یہی دعا ہے اس لئے ہماری ہر دم یہ دعا ہونی چاہیئے کہ انسانی ضمیر بیدار ہو اور اسے انصاف کرنے کی توفیق عطا ہو۔ میں نے یہ بھی سوچا کہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ہمارے ملک کی جو حکومت ہے وہ پہلی حکومتوں سے مختلف ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان کی تدبیر کشمیریوں کو ان کا حق دلانے میں کامیاب ہو جائے۔ لیکن اگر یہ حکومت اگلے انتخاب سے پہلے کشمیریوں کو ان کا حق دلانے میں کامیاب نہ ہوئی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس وقت یہ سمجھیں گے کہ انسانی تدبیر ناکام ہو گئی لیکن مجھے یہ یقین کامل ہے کہ جب انسانی تدبیر ناکام ہو جائے گی تو اس وقت خدا تعالیٰ کی تقدیر کشمیر کو کشمیر کا حق دلائے گی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس لئے دوست اہل کشمیر کے لئے آج جمعہ کی نماز میں بھی دعائیں کریں۔ اور ویسے بھی بہت دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کشمیریوں پر ہونے والے اس ظلم اور اس تکلیف کو دور کر دے اور ہمارے کشمیری بھائی سر اونچا کر کے اپنی رائے کا اظہار کرنے کے قابل ہو جائیں۔"

خبریں

ملکی خبریں

○ دفاع کے وزیر مملکت کرنل ریٹائرڈ غلام سرور چیمہ نے کہا ہے کہ پاکستان جنگ کی تیاریاں نہیں کر رہا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کے عزائم اچھے نہیں لگتے تاہم ہماری افواج تیار ہیں جو چاہتا ہے آزما کر دیکھ لے۔

○ پارلیمنٹ کے باہر اپوزیشن پارٹیوں کے سربراہوں کی ایک کانفرنس وزیر اعظم کے ساتھ اسلام آباد میں منعقد ہوئی اس میں محمد خان جونیجو کے علاوہ تمام سیاستدان جن کو بلایا گیا شریک تھے۔

○ کراچی میں کلاشنکوف کرایہ پر ملنے لگ گئی ہے۔

○ پاک ایران سرحد سے آٹھ کلومیٹر دور مکران ڈویژن کے گاؤں ملاچیٹ میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ارکان اور شرپسندوں میں مقابلے میں مرنے والوں کی تعداد تیرہ ہو گئی ہے جبکہ نو افراد زخمی ہیں۔ فائرنگ کا سلسلہ جاری ہے قانون نافذ کرنے والے اداروں نے اس گاؤں میں چھپے ایرانی منحرفین کے خلاف آپریشن کلین اپ میں جدید ترین اسلحہ کا استعمال کیا۔ اب پورا گاؤں مسمار کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ روسی جمہوریہ لتھوانیہ کی نئی پارلیمنٹ نے اپنی مملکت کو سوویت یونین سے الگ آزاد ریاست قرار دے دیا ہے۔ پارلیمنٹ کے ووٹ کا مطلب یہ ہے کہ لتھوانیہ کا وہ آئین بحال ہو جائے گا جو سن ۱۹۴۰ء سے پہلے وہاں نافذ تھا۔ سوویت یونین نے اسے ۱۹۴۰ء میں ختم کر دیا تھا۔ پارلیمنٹ میں اس قرارداد کے خلاف کوئی ووٹ نہیں آیا صرف چند اراکین نے ووٹ دینے سے اجتناب کیا۔ اس اعلان کا ایوان کے اندر اور باہر بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا گیا پارلیمنٹ نے اس سے پہلے تحریک آزادی کی تنظیم کے ایک راہنما کو صدر اور ایک اور خاتون راہنما کو عارضی وزیر اعظم منتخب کیا تھا۔ پارلیمنٹ نے جمہوریہ کے نام سے "سوویت" اور "سوشلسٹ" کے الفاظ بھی نکال دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ سری لنکا میں شمال مشرقی صوبائی کونسل کے وزیر اعلیٰ ہندوستان بھاگ گئے ہیں۔ ہندوستانی فضائیہ کا ایک طیارہ ایک اڈے سے پرواز کر کے انہیں ہندوستان لے گیا۔ سری لنکا میں موجود ہندوستانی فوج اس علاقے سے اس مہینے کے آخر تک ہندوستان واپس جانیوالی ہے۔ کولمبو میں ہندوستانی ہائی کمیشن نے اس خبر پر کوئی تبصرہ کرنے سے انکار کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

حضرت ملک سیف الرحمن صاحب

ہشام قمر ملک۔ کینیڈا

اب بھی جب ذرا سی آہٹ ہوتی ہے تو یکایک ذہن میں یہ خیال کوند سا جاتا ہے کہ اباجان آئے ہیں۔ پھر دوسرے ہی لمحہ ذہن شعور گویا اپنی ڈیوٹی ادا کرتے ہوئے بول اٹھتا ہے۔ ابا جان تو فوت ہو گئے ہیں اور اسی جہان رنگ و بو سے ہمیشہ ہمیش کے لئے وداع ہو چکے۔ تاہم دل نے بھی اپنی تسلی کے بہانے سوچ رکھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ تصور کی وادیوں میں یادوں کی محفل یکایک سج جاتی ہے اور اس میں ابا جان کی دلربا شخصیت کا وجود اپنے مخصوص انداز میں ابھرتا ہے اور یادیں پردۂ ذہن پر ایک قافلہ کی مانند گزرنے لگتی ہیں۔ اور اسی عالم تصور میں ان محبتوں اور شفقتوں کے چشمے جو ان کی ذات اور ان کے وجود سے میرے لئے پھوٹتے تھے پھر سے رواں ہو جاتے ہیں اور قلب و ذہن کو سیراب کر جاتے ہیں۔

ابا جان کو ۱۹۸۴ء میں حضور انور کے ملک سے باہر جانے کے تھوڑا ہی عرصہ بعد ان ممالک میں رہنے کی توفیق ملی تھی۔ آئے تو عارضی طور پر ہی تھے۔ مگر تقدیر الٰہی نے ان کی واپسی کا سفر کسی اور طرز پہ مقدر کر رکھا تھا۔ اپنی زندگی کے آخری دو ماہ انہوں نے میرے یہاں ہی گزارے تھے آخری دن تک بھلے چنگے تھے۔ گو دیرینہ عوارض ذیابیطس وغیرہ عرصہ سے لاحق تھے بلکہ یوں کہئے کہ امراض سے ان کا چولی دامن کا ساتھ تھا۔ غالباً ۱۹۸۵ء میں حضور اقدس نے ایک نہایت پیارے خط میں انہیں لکھا تھا کہ:

"دراصل آپ کی حالت عمر رسیدہ موٹر کی طرح ہے جسکی ایک دفعہ مرمت شروع کروا دی جائے تو پھر لامتناہی سلسلہ چل پڑتا ہے تاہم جلدی کوئی نہیں آپ اطمینان سے RECONDITION ہونے کے بعد آئیں۔"

بہرحال آخری دن تک کبھی یہ خیال نہیں گزرا تھا کہ اتنی جلد ہم سب کو خیرباد کہہ جائیں گے۔ اسی جوبلی کے سال میں انہوں نے سفر بھی خوب کئے تھے۔ ملک ملک اور شہر شہر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے نظارے اور تائیدوں کے کرشمے بچشم خود دیکھے تھے۔ ٹورنٹو، واشنگٹن، ورجینیا، لاس اینجلس، لندن اور پھر نیو جرسی و نیویارک سے ہوتے ہوئے ۲۷ اگست کو ایڈمنٹن واپس تشریف لائے تھے۔ اور اب بھی دسمبر ۸۹ء کا یہی پروگرام تھا کہ زیارت سعادت حاصل کرتے ہوئے پاکستان پہنچیں گے مگر تقدیر کے پروگرام میں شاید یہ لکھا تھا کہ زمینی زیارتیں اور زمین کے سفر بہت ہو لیے اب تو آسمانی سفر اور آسمانی زیارتیں چاہئیں۔

آخری دن تک نہایت فعال زندگی گزاری ان ملکوں میں اپنے قیام کے دوران ۳ ضخیم کتب اور متعدد مضامین کی تصنیف کی توفیق پائی۔

۲۳ اکتوبر کے دن کا آغاز بھی معمول کے دنوں ہی کی طرح ہوا تھا صبح کے وقت دو تین ضروری خطوط تحریر کئے۔ ان میں سے ایک خط اپنے پیارے آقا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی تھا۔ خطوط کو ملفوف کر کے پتے تحریر کروائے۔ دوپہر کا سادہ سا لنچ کیا اور پھر باہر جانے کیلئے اپنا مخصوص لباس اوور کوٹ، سفید شلوار اور قمیص زیب تن کئے پوری طرح تیار ہوئے۔ شاپنگ پلازہ پہنچ کر کار سے اترے مگر چند قدم چل کر قریب ہی لگے ہوئے جنگلے کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ میری والدہ اور بیوی نے جلدی سے سہارا دیکر زمین پر بٹھایا۔ منٹوں ہی میں ہسپتال سے ایمبولینس آ گئی۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ ہارٹ اٹیک ہوا ہے ہسپتال پہنچ کر بھی کسی شدید قسم کی تکلیف کے آثار نہ تھے بلکہ خود باتیں کرتے ہوئے مجھے بتاتے رہے کہ کیا محسوس ہو رہا ہے مگر چند گھنٹوں بعد INTENSIVE CARE UNIT میں دوبارہ ہارٹ اٹیک ہوا۔ جس کے بعد بلڈ پریشر بالکل LOW ہوتا چلا گیا۔ اور ہر دوا اور ہر تدبیر رائیگاں جانے لگی اور پھر اگلے روز ۲۴ اور ۲۵ اکتوبر کی درمیانی شب ۲ بجے اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

وفات کے وقت ہسپتال کے INTENSIVE CARE UNIT کے اس کمرہ میں ان کے سرہانے موجود تھا ڈاکٹر اور نرسوں کی پوری ایک ٹیم چشمہ حیات کو رواں کرنے کی خاطر اپنا آخری زور لگا رہی تھی طرح طرح کی مشینوں اور میڈیکل آپریٹس کی آوازوں نے ماحول کو بوجھل بنا رکھا تھا میں نے بھرائی ہوئی آواز میں دو تین مرتبہ "اباجان" "ابا جان" پکارا اور یہ بھی کہ میں آپ کے پاس ہوں مجھے دیکھیں۔ ان کی بند آنکھوں کی پلکوں میں خفیف سی جنبش ہوئی اور آنکھیں نہایت آہستگی سے نیم وا ہوئیں مگر پھر دوسرے ہی لمحہ اسی سکون سے بند ہو گئیں۔ میرے ایسے شفیق باپ کو موت چند ہی لمحوں بعد اڑا لے جانے والی تھی۔ ! اور پھر یکایک مشینوں کی آوازیں کہ جو زندگی کی علامت تھیں خاموش ہو گئیں اور کمرے کی فضا پر ایک عجیب سی خاموشی نے احاطہ کر لیا اور ابا جان کے چہرہ پر احساس درد کی جگہ ایک نہ معلوم اطمینان اور بے نام سکون نے لے لی۔ بقول شخصے ع

"جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آ جائے"

ایک بیٹے کی حیثیت سے اپنے محبت سے سرشار باپ کا ذکر کرنے بیٹھا تو ذہن میں کئی زاویے ابھرے۔ کس انداز، کس اسلوب پر ان کی لاتعداد شفقتوں اور محبتوں کے ذکر کو احاطہ تحریر میں لاؤں جن سے وہ مجھے باوجود میری قسم قسم کی نالائقیوں کے ہمیشہ نوازتے رہے تھے۔ ان کی خاموش تضرعات کو لمحہ لمحہ میں نے اپنے حق میں قبول ہوتے ہوئے محسوس کیا ہے۔ کیسے اس تعلق کی کیفیات اور قلبی وارداتوں کو الفاظ میں پروؤں ہر زاویہ جو ابھرا میری ہی ناقص تحریر اور نااہلی کے جال میں الجھ کر معدوم ہوتا گیا۔ پھر سوچا کہ کیوں نہ ان کی یادوں کو انہی کی تحریروں کے سہارے سمیٹوں۔ ان شفقتوں سے معطر مکتوبات کی مدد سے جو کہ نہ صرف ایک باپ کے اپنے بیٹے سے محبت کے تعلق کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ ان سے ان کی شخصیت کے کئی اور پہلو بھی اجاگر ہوتے ہیں۔

غالباً ۱۹۸۳ء کا ذکر ہے ابا جان ذیابیطس اور پیشاب کی تکلیف کے باعث شدید بیمار ہو گئے تھے۔ ہم بھائیوں میں سے کوئی بھی ان کے پاس نہ تھا۔ البتہ جامعہ کے طلباء نے جن سے ابا جان اپنے بچوں جیسا محبت و شفقت کا سلوک رکھتے تھے خوب حق خدمت ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزاء سے نوازے ہم ان کے اس احسان کو کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے۔

ابا جان کی اس بیماری کے وقت مجھے تعلیم وغیرہ وجوہ کی بناء پر ان سے ملے ہوئے پانچ چھ سال کا طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ اس بیماری اور کیفیت غم میں لکھی ہوئی میرے نام ان کی یہ تحریر باوجود مجسم درد ہونے کے ایک حسن اور توازن سے بھی مزین ہے فرمایا۔

"باپ کئی قسم کے ہوتے ہیں عام باپ دوست باپ، قہار باپ، شفیق باپ، محبت سے سرشار باپ۔ جب تم یہاں تھے تو مربی قسم کے باپ سے زیادہ شاید تمہیں کچھ اور محسوس نہ کرا سکا۔ مجیب تو اکثر یہاں بھی رہا تو باہر ہی رہا۔ تم قریب تھے مگر اپنی فطری کم گوئی اور گوناگوں مصروفیت کے باعث یہ ظاہر نہ کر سکا کہ میں دوست باپ بھی ہوں۔ بہرحال حالات نے پلٹا کھایا۔ ایسی دوری ہوئی کہ اتنے عرصہ میں ایک بار بھی انتظار بھری نظریں دوچار نہ ہو سکیں۔ اطہر اور دوسرے تو ایک دو بار آئے۔ مسرتوں کی گھڑیاں لائے لیکن یہ کسک باقی رہی کہ ہشام نہیں آیا۔ اس خلش نے ذہن کو کئی بار پراگندہ کیا۔ قدرت کے کھیل کیسے ہیں۔ اتنی دوری۔ ربوہ میں تو کوئی بھی نہ رہا۔ ان دنوں خاص طور پر یہ اداسی بعض اوقات بے چین کر دیتی ہے نہ معلوم کیوں۔ ملاقات، حقیقی ملاقات تو ایک طرح کی ہوتی ہے کہ آنکھوں کی ٹھنڈک بیٹے آنکھوں کے سامنے ہوں۔ لیکن دل کی تسلی کے لئے ملاقات کی اور صورتیں بھی ذہن نے سوچ رکھی ہوئی ہیں کہتے ہیں الکتاب نصف الملاقات۔ تصور، تصور میں ملاقات۔ ایک نقطہ پر دونوں طرف کی نظر بیک وقت جم جانے کی ملاقات۔ ایک دفعہ میں نے خط میں ایک شعر لکھا تھا۔ وہ شعر کیسا ہے۔ اس کی صوری اور معنوی خوبیوں سے مجھے واقفیت نہیں صرف دل کو لگا اور لکھ دیا شعر یہ تھا

ع۔ تیرے آنگن میں چاندنی جب چمکتی ہو گی۔
تجھ سے اے دوست میرا ذکر تو کرتی ہو گی۔

پھر سوچا تو سارا تصور ہی غلط لگا۔ تمہارا تو چاند ہی اور ہے۔ جب تم پر چاند چمکتا ہے تو ادھر دن ہوتا ہے اور پھر تصور اس طرف لے جاتا ہے کہ اتنے دور کہ بیک وقت چاند اور سورج اور ستارے کو دیکھنے والی اور ایک نقطہ پر گڑ جانے والی چاندنی کی یکجائی بھی نصیب نہیں۔ پیارے بچے اتنے دور چلے گئے اتنے دور چلے گئے کہ ملاقات کی کوئی مادی صورت نظروں میں نہیں جچتی ہاں۔ ذہن اور تصور اور دل میں یادیں باقی ہیں اور جوں جوں وقت قریب آتا جا رہا ہے یہ یادیں بڑھتی جا رہی ہیں اور غم کے مرغولے اٹھتے چلے آ رہے ہیں۔ علاج تو کئی سامنے آتے ہیں لیکن ذہن کسی پر ٹکتا نہیں۔ ایک یہ کہ ہم دونوں وہاں آپ کے پاس چلے آئیں مگر یہ بھی اب ہفت خواں کا چکر لگتا ہے۔ آخر اتنی کوشش کا ماحصل کیا۔ جیسی طبیعت ڈھلی ہے اسکے ہوتے زیادہ عرصہ مرکز امامت سے دور رہنا ایسا طبیعت مانتی نہیں۔" (دسمبر ۱۹۸۳ء)

اس خط کے تھوڑا ہی عرصہ بعد ایسے حالات ہوئے کہ حضور انور ملک سے باہر تشریف لے آئے اور پھر کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے ابا جان کو بھی یہاں ان ملکوں میں آ رہنے کی توفیق عطا فرمائی جہاں وقتاً فوقتاً انہیں اپنے پیارے آقا کے دیدار و ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوتا رہا۔

وہ سال جو انہوں نے یہاں گزارے تھے میرے لئے حسین یادوں کا مجموعہ لئے ہوئے ہیں۔ ان کا سلوک میرے ساتھ غیر معمولی طور پر مشفقانہ تھا وہ واقعی طور پر محبت سے سرشار باپ تھے۔ گفتگو کے لحاظ سے تو وہ ہمیشہ کے کم گو ہی تھے۔ کبھی بھی نہ مجلس میں اور نہ گھریلو ماحول میں بڑھ چڑھ کر باتیں نہیں کی تھیں۔ مگر ان کے چہرہ پر شفیق سی مسکراہٹ ہر وقت طاری رہتی اور آنکھوں میں پیار کا سمندر موجزن۔ کبھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کبھار گھر ہیں ان سے عربی گرائمر کے اسباق لیا کرتا تھا۔ نہایت توجہ اور مہارت سے نکات کی وضاحت فرماتے تھے۔

روبرو مجلس ہیں تو مجھے ان سے کھل کر گفتگو کرتے ہوئے حجاب سا آجاتا تھا مگر خطوط کے پردہ میں میں بھی انہیں خوب باتیں سنایا کرتا تھا کبھی دفعہ تو محض خط لمبا کرنے کی خاطر ادھر ادھر کی باتیں لکھ دیا کرتا تھا جنہیں وہ نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کر لیا کرتے تھے چنانچہ ۱۹۸۶ء میں جب وہ لندن میں مقیم تھے تو ایک خط میں میں نے اپنی مصروفیات و مشاغل کا ذکر کرتے ہوئے انہیں لکھا۔

"اور منجملہ ان مشاغل کے ایک مشغلہ بلکہ یوں کہیئے کہ مجبوری جسے اپنا بنا رکھا ہے۔ کھیتی باڑی ہے جیسا کہ آپ کو علم ہے ہماری جائے قیام کے پس و پیش کی زمین نہایت زرخیز ہے اور وہاں ہم نے خود رو جڑی بوٹیوں اور گھاس کے باغات کاشت کر رکھے ہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان سرکش باغات نے خود کو بالجبر کاشت کروا رکھا ہے اور ایسا ہے کہ ان کے اس فساد فی الارض کی ہفتہ وار بیخ کنی نہ کی جائے تو مکمل براعظم افریقہ کے جنگلات کہ جن کو اپنی وحشت پر ناز ہے اپنی ہی ندامت کے پسینے میں عرق ہونے لگیں۔ اور صد ہزار حشرات الارض کہ جو اپنی گزر اوقات انسانی خون پر کرتے ہیں خروج کرنے لگیں چنانچہ اسی خدشہ نقص امن نے کھیتی باڑی جیسی اذیت ناک مصروفیت کو اپنا مشغلہ بنانے پر مجبور کر رکھا ہے۔ یوں اس مشغلہ سے اپنی طبعی ناموافقت کا باعث تاریخی بھی ہو سکتا ہے چنانچہ تاریخ کے محتاط مطالعہ و تجزیہ سے باور ہوتا ہے کہ اجداد کے تجربات اس میدان میں حوصلہ شکن رہے ہیں قیاس کہتا ہے کہ اسی تاریخی پس منظر سے گھبرا کر آپ نے نوجوانی میں وادی سون کے اس پہاڑی گاؤں کو خیرباد کہا ہوگا" (۱۹۸۸ء)

میرے اس خط کے جواب میں ابا جان نے تحریر فرمایا تھا۔

"مطالعہ اور گارڈننگ کی مصروفیات بہترین مشغلہ ہیں۔ تمہارے گھر کے ساتھ کی کینیڈین فیملی کس تعہد کے ساتھ صحن کو خوبصورت بنانے کا اہتمام کرتی ہے اس سے مستعدی اور باقاعدگی پیدا ہوتی ہے۔ اگر توجہ دی جائے تو مختلف قسم کی سبزیاں اور سلاد وغیرہ بھی اگائی جا سکتی ہیں۔ آم کے آم گٹھلیوں کے دام والا معاملہ ہے۔ تمہارے دادا جان کی کھیتی باڑی کی نوک پلک سنوارنے کی داستان بھی ایک تاریخ ہے۔ نالائق ہوں۔ ورنہ قلمبند کرتا۔ بڑی مزیدار کہانی ہے۔"

پھر اسی خط کے ایک اور پیرا میں تحریر فرمایا۔

"کیلگری اور ایڈمنٹن کی رہائش کے دن یادگار تھے۔ یہ یاد مٹنے والی نہیں لیکن انسان حالات کے ریلے کے سامنے بے بس ہے بچپن ایک سادہ سے پہاڑی دیہاتی ماحول میں بسر ہوا۔ اس کی اپنی ایک مٹھاس ہے حالات نے اس مٹھاس میں تلخی ڈالی۔ پھر لاہور سے انس بڑھا۔ پھر قادیان ماوی بنا۔ وہاں دل لگا لیکن قدرت کی اپنی ایک ڈگر ہوتی ہے اور وہ بعض انسانوں کو اپنے ریلے میں بہا لے جانے پر اصرار کرتی ہے۔ پھر ربوہ گلشن بنا۔ پیار کے دائرے ابھرے۔ پھر عزیزوں اور پیاروں کو حالات نے دور دور کے ملکوں میں بکھیر دیا۔ ورنہ گلشن میں علاج تنگیٔ داماں بھی تھا۔ اور اب لندن میں دل لگانے اور برکات سمیٹنے کی کوشش ہے قدرت کو کیا منظور ہے سمجھ سے بالا ہے۔

ایک رات خواب دیکھا کہ والد صاحب آئے ہیں۔ دروازہ سے داخل ہوئے ہیں کہ خاکسار ان سے بغلگیر ہو گیا اور بڑی رقت کے ساتھ کہتا ہوں۔ باوا جان! میں آپ کی کوئی خدمت نہ کر سکا۔ اسی حالت میں آنکھ کھل گئی اور اب یہ شعر گنگناتا رہتا ہوں:۔

ے داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے (۱۹۸۸ء)

ایک اور خط جو ان کی وفات سے قریباً ایک سال پہلے کا ہے۔ اس میں لکھا۔

"جب نیوجرسی میں تھا تو وہاں ایک دن ٹی وی پر کوئی یہ شعر پڑھ رہا تھا جس کا آغاز کچھ یوں تھا کہ بہ انشاء جی اٹھو اب کوچ کرو اس شہر میں جی کا لگانا کیا۔

دل بھر آیا۔ تمہاری امی پاس ہی بیٹھی تھیں۔ ضبط نہ ہو سکا۔ بہتیری کوشش کی کہ انہیں پتہ نہ لگے لیکن وہ تاڑ گئیں اور باصرار پوچھنے لگیں کہ روتے کیوں ہو۔ بس اتنا جواب دیکر رہ گیا کہ کیلگری یاد آتا ہے۔ بہرحال وقت بہترین معالج ہے۔ آہستہ آہستہ نقوش لاشعور کی طرف سفر کر رہے ہیں آخر کبھی تو اپنے ٹھکانے پہنچ ہی جائیں گے۔ دعا کرتا ہوں کہ احباب کیلگری ایڈمنٹن خوش رہیں۔ آباد رہیں۔ خون میرا بڑھے تم جو ترقی کرو۔ سب کو دین و دنیا کی برکات میسر آئیں۔ کاروبار میں کامیابیاں حاصل کریں۔ سب کینیڈا کی ترقی اور بہبود کے لئے دعا کرتا ہوں۔ آخر وہاں کا شہری جو ہوا!

یہاں لندن میں آرام ہی آرام ہے۔ حضور انور سے اکثر شرف ملاقات نصیب ہو جاتا ہے۔ ابھی کوئی مستقل کام سپرد نہیں ہوا۔ کبھی کبھی کوئی سوال آجاتا ہے کہ اس کا جواب لکھو۔ یا فلاں مضمون کی تصحیح کر دو وبس۔ آجکل حضور ہفتہ اور اتوار انگریزی درس دیتے ہیں۔ ۱۲ سے ۱½ بجے تک زبان کی وجہ سے کچھ سمجھ آتا ہے۔ کچھ نہیں آتا۔ مگر ثواب کی خاطر بیٹھ رہتے ہیں۔ گزشتہ جمعہ حضور نے واقعہ راولپنڈی اور اسلام آباد پر بڑا تفصیلی تبصرہ فرمایا۔ اللہ اس قوم کو سمجھ دے اور ان کے احساس کو بیدار کر دے۔

آج رات خواب دیکھا کہ ہمالہ کے پہاڑوں میں پھر رہا ہوں۔ ہر طرف پانی کے چشمے ابل ابل کر بہہ رہے ہیں۔ ایک مٹی کے ٹیلے سے صاف وشفاف پانی کے دو چشمے بڑی تیزی سے نکل کر بہہ رہے ہیں۔ نظارہ بڑا عجیب لگا۔ دل بھر آیا اور ٹیلہ کے ساتھ گال لگا کر زار زار رویا کہ خدایا تو نے ان پتھروں اور مٹی کے ٹیلوں کو بھی فیض رساں بنایا ہے نامعلوم مدت سے یہ زمین کے مختلف قطعات کو سیراب کر رہے ہیں۔ یہ عاجز بندہ تیری رحمانیت سے کیوں محروم ہے۔ کیا اسے توفیق رساں نہیں بنائے گا۔ اسی آہ وزاری میں آنکھ کھل گئی۔ دعا کریں کہ یہ صرف خواب ہی نہ رہے حقیقت بن جائے اور کسی مقبول خدمت کی توفیق مل جائے۔" (۱۹۸۸ء)

وادی سون کی پتھریلی سرزمینوں کا وہ پہاڑی باشندہ حبیب احمدیت کے گلشن کا پھول بنا تو دل کا کیسا حلیم اور مزاج کا کیسا منکسر ہوا۔ تادم آخر دیس دیس اور قریہ بہ قریہ پھرتا علم وعرفان کے موتی سمیٹتا بانٹتا خاک وطن سے ہزارہا کوس دور اپنے محبوب حقیقی کے وصال کو پا گیا۔

جسد خاکی اٹھائے ہم تین غمزدہ بھائی ربوہ پہنچے۔ جہاں اگلے روز بہشتی مقبرہ ان کی آخری آرامگاہ قرار پائی۔

آخر کو خاک صرف در میکدہ ہوئی
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۳۷۲: میں مرزا ثمر احمد ولد مرزا خورشید احمد صاحب قوم مغل پیشہ طالب علم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بیت الشکر دار الصدر شمالی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳/۱۲/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۴۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد مرزا ثمر احمد بیت الشکر دار الصدر شمالی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ مرزا خورشید احمد والد موصی۔ گواہ شد نمبر۲۔ مرزا غلام احمد دار الصدر شمالی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۷۳۷۳: میں شنازیہ ہما بنت حمید احمد صاحب قوم شیخ پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 27/21 دار الرحمت شرقی الف ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵/۸/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ بالیاں طلائی ۴ ماشہ مالیتی ۷۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۵/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ شنازیہ ہما 27/21 دار الرحمت شرقی الف ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ نصیر احمد علی وصیت نمبر ۴۷۹۳ گواہ شد نمبر۲۔ عبد الحکیم وصیت نمبر ۱۰۷۰۹

مسل نمبر ۲۷۳۷۴: میں امتہ الحفیظ زوجہ ضمیر احمد ندیم قوم بوٹے جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲/۳۲ دار البرکات ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴/۸/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر/۴۰۰۰ روپے بذمہ خاوند (۲) طلائی زیورات 5/12/85 گرام مالیتی /۳۱۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ پچاس روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ امتہ الحفیظ زوجہ ضمیر احمد ندیم ۲/۳۲ دار البرکات ربوہ گواہ شد نمبر۱۔ صفی الرحمن وصیت نمبر ۲۰۱۱۵ گواہ شد نمبر۲۔ ضمیر احمد ندیم مربی سلسلہ خاوند موصیہ۔

مسل نمبر ۲۷۳۷۵ :۔ میں عذرا بی بی زوجہ نسیم محمد صاحب قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 58/1 دار العلوم شرقی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۲/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر /۲۰۰۰ روپے (۲) ہار ایک تولہ مالیتی /۲۶۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ عذرا بی بی زوجہ نسیم محمد 58/1 دار العلوم شرقی ربوہ گواہ شد نمبر۱۔ فلک شیر نسبتی بھائی موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ نسیم محمد خاوند موصیہ۔

مسل نمبر ۲۶۹۷۹ :۔ میں امینہ اعجاز باجوہ زوجہ اعجاز احمد باجوہ قوم باجوہ پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک 191/7-R ضلع بہاولنگر حال جرمنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 18/9/88 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر/۵۰۰۰ روپے پاکستانی بذمہ خاوند (۲) زیور طلائی ۷۰ گرام اور کچھ نقرئی زیور مالیتی ۱۸۲۰ مارک۔ اس وقت مجھے مبلغ /۲۶ DM۳ ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے منظور فرمائی جائے الامتہ۔ امینہ اعجاز باجوہ زوجہ اعجاز احمد باجوہ گواہ شد نمبر۱۔ اعجاز احمد باجوہ خاوند موصیہ گواہ شد نمبر۲۔ شہباز احمد باجوہ ولد ریاض حسین باجوہ مغربی جرمنی۔

مسل نمبر ۲۷۳۷۶ :۔ میں قریشی نصیر احمد طارق ولد مولوی نواب الدین صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۵۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۹/۲۴ دار العلوم غربی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 12/1/89 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ مکان ۹/۲۴ برقبہ ۱۰ مرلہ مالیتی /۷۰،۰۰۰ روپے واقع دار العلوم غربی ربوہ۔ اس وقت مجھے مبلغ /۱۱۴۴ + /۱۵۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت و دکان مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ قریشی نصیر احمد طارق کارکن اصلاح و ارشاد ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱ چوہدری عبد الواحد وصیت نمبر ۶۱۷۴ گواہ شد نمبر۲۔ مرزا محمد یوسف نیر مربی سلسلہ وصیت نمبر ۲۱۳۹۳۔

مسل نمبر ۲۷۳۷۷ :۔ میں رشیدہ بیگم بیوہ محمد حسین صاحب قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱/۵۸ دار العلوم شرقی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 10/2/89 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر /۱۰۰ روپے بذمہ خاوند (۲) طلائی بالیاں ۱/۲ تولہ مالیتی /۱۹۰۰ روپے (۳) ترکہ از والدین و خاوند تین ایکڑ واقع چک 39/D.B ضلع خوشاب اس وقت مجھے مبلغ /۲۰۰ روپے ماہوار بصورت زرعی زمین جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ رشیدہ بیگم ۱/۵۸ دار العلوم شرقی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱ فلک شیر ولد امیر علی صاحب ۴۰/۴ دار العلوم شرقی داماد موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ نسیم محمد ولد چوہدری علی محمد صاحب ۱/۵۸ دار العلوم شرقی داماد موصیہ۔

مسل نمبر ۲۷۳۷۸ :۔ میں صادقہ بیگم زوجہ عبد الغفار بدر صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۵۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۸/۷ دار الصدر غربی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱۰/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی ۵ تولہ ۱۰ ماشہ ۶ ۱/۲ رتی مالیتی /۱۹۱۰۰ روپے (۲) زیورات چاندی ۲۶ تولہ ۵ ماشہ ۴ رتی مالیتی /۱۸۵۱ (۳) کلائی گھڑی مالیتی /۲۰۰ روپے۔ حق مہر بذمہ خاوند /۵۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ صادقہ بیگم زوجہ عبد الغفار بدر صاحب ۸/۷ دار الصدر غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ عبد الغفار بدر خاوند موصیہ گواہ شد نمبر۲۔ محمود احمد بدر سیکٹر ۸/۴ جی اسلام آباد۔

مسل نمبر ۲۷۳۷۹ :۔ میں ضمیر احمد ندیم مربی سلسلہ ولد امیر احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ مربی سلسلہ عمر ۲۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲/۳۲ دار البرکات ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 14/8/89 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں۔" اس وقت مجھے مبلغ /۷۰۲ روپے ماہوار بصورت الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے منظور فرمائی جائے العبد ضمیر احمد ندیم ۲/۳۲ دار البرکات ربوہ گواہ شد نمبر۱۔ صفی الرحمن خورشید سنوری وصیت نمبر ۲۰۱۱۵۔ گواہ شد نمبر۲۔ مقصود احمد مربی سلسلہ وصیت نمبر ۲۵۴۶۰۔

گمشدہ چابیاں

چابیوں کا ایک گچھا دار العلوم غربی تا دار الصدر جنوبی کے درمیان کہیں گر گیا ہے جس صاحب کو ملا ہو پہنچا کر ممنون فرماویں۔

میر غلام احمد نسیم
کوارٹر تحریک جدید نمبر ۱۹

قدیمی، اولین، شہرہ آفاق
سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۷
برانچیں: کراچی:۔ فون نمبر ۴۱۳۲۵۱
لاہور:۔ 1-D-3 گلشن راوی
ملتان:۔ چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین:۔ بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان:۔ فون نمبر ۴۷۹۹
ربوہ:۔ اقصیٰ چوک کالج روڈ فون نمبر ۵۵۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تریاق اٹھراء
اٹھراء کے علاج کیلئے مشہور عالم گولیاں
قیمت مکمل کورس -/۶۰

نور کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی اور صحت کیلئے
قیمت -/۵ روپے فی شیشی

نور نظر
اولاد نرینہ کے لئے تجربہ شدہ گولیاں
قیمت مکمل کورس -/۳۰۰

زوجام عشق
موتی و کستوری والا نمبر ۱
مکمل کورس -/۳۶۰

اکسیر معدہ
ہاضمہ کی اصلاح کیلئے لذیذ اور مفید چورن
قیمت -/۵ ، -/۱۰ ، -/۲۰

قند شفاء
نزلہ ، زکام ، کھانسی کیلئے مفید اور آسان جوشاندہ
قیمت فی ڈبی -/۷

خورشید یونانی دواخانہ
گولبازار ۔ ربوہ
فون
دکان ـــــ ۵۳۸
رہائش ـــــ ۳۳۸

اشتہارات کے بارے میں ایک ضروری گذارش

ادارہ الفضل اپنے قارئین کیلئے مشتہرین کے اشتہارات شائع کرتا ہے۔ لیکن یہ امر احباب کو پوری توجہ سے نوٹ فرمالینا چاہیئے کہ الفضل میں اشتہار کی اشاعت ہرگز کسی کی ضمانت نہیں ۔ اصولی طور پر اخبارات میں جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ادارہ ان کا کبھی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ جملہ احباب اپنے کاروباری معاملات اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید پر طے فرمایا کریں۔

(مینجر الفضل)

عنقریب بھرپور کم افتتاح
دنیائے تجارت کا درخشندہ ستارہ ۔ آپکا اپنا قومی ادارہ پہلے سے زیادہ مستعد ۔ ڈھیروں اضافوں کے ساتھ
گفٹ سنٹر کمپیوٹرائیزڈ سیل کی پیشکش کیساتھ
انٹرنیشنل ٹریڈ لنکرز مین گولبازار ۔ ربوہ
فون ۴۳۵ PP

تریاقِ معدہ
خرابی ہاضمہ کا موثر علاج
قیمت -/۸ ، -/۱۵

راحتِ جان
تبخیر معدہ کی مجرب دوا
قیمت -/۱۵

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت -/۵

شربت صدر
نزلہ ، زکام اور کھانسی کیلئے
قیمت -/۸

تریاق بواسیر
بواسیر کا شافی علاج
قیمت -/۱۵

NASIR ناصر
دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

شریف گولڈ سمتھ
فون : ۶۴۹ - ۸۴۱
اقصیٰ روڈ ربوہ

کیوریٹو ادویات حیوانات
برائے
سرکن ، اپھارہ ، ٹک ، سوزش پستان ، زہرباد ، نتھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا ، گل گھوٹو (خناق) فالج ، منہ کھر وغیرہ ، مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں۔
(ویٹرنری ڈاکٹرز فری سیمپلز و لٹریچر براہِ راست کمپنی سے طلب فرمائیں)
(۱) لاہور : ـــــ پاکستان میڈیکوز لوئر مال
(۲) فیصل آباد : ـــــ میاں شادی میڈیسن کمپنی گول چنیوٹ بازار
(۳) کراچی : ـــــ شہزاد میڈیکل سٹور بھینس کالونی روڈ نمبر ۵ لانڈھی
(۴) ملتان : ـــــ زکریا میڈیکل سٹور بیرون لوہاری گیٹ
(۵) سیالکوٹ : ـــــ الرحمٰن ہومیو پیتھک دواخانہ بالمقابل مغل محل سینما ڈسکہ روڈ
(۶) راولپنڈی : ـــــ شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر
(۷) مردان : ـــــ ہومیو ڈاکٹر غلام جیلانی نزد گولڈن سینما
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی ہیڈ آفس ربوہ
فون : ۶۰۶ ، ۶۰۷ ، ۶۷۱

تقریبات کی وڈیو فلم ، ٹیلیویژن VCR ریپئرنگ کیلئے
شالیمار ٹی وی سنٹر انس مارکیٹ ربوہ
بفضلِ خدا بڑی کامیابی کے ساتھ عرصہ بارہ ۱۲ سال سے ٹیلیویژن ، وی سی آر سروسنگ ٹریڈ میں ایک مستند ڈپلومہ ہولڈر ٹیکنیشن کی زیر نگرانی احباب کی خدمت میں مصروفِ عمل۔
(المشتہر) ـــــــ قمر احمد ۔ مظفر احمد نجم

بہتے کان کا ہسپتال
علاج بذریعہ جدید کمپیوٹر
بازار ٹھٹھیاراں ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ، ربوہ ، مقام اشاعت دارالنصر غربی ربوہ ، قیمت : ایک پرچہ پچاس پیسے

نرینہ اولاد سے محروم
بے اولاد ، اٹھراء
سوکھا ، گرمی ، گیس
کا علاج کرنے والے

۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰ فون ۴۲۱ ، ۷۴۸۲۲ ، ۷۶۲۹۷

زیر نگرانی
حکیم عبدالحمید اعوان
ابن
حکیم نظام جان

برانچیں :
ربوہ : اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس
ملتان : نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
چوک قلعہ کالر والہ : تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
کراچی : محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ
خواتین کے لئے انتظام کے ساتھ